(۱۳)

(فرمودہ ۲۰۔ مئی ۱۹۲۴ء بمقام باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قادیان)

آج کا دن اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام نے فطرت انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے کیونکہ وہ چاہتی ہے کہ انسان اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر کوئی خوشی کا دن منائے' عید کا دن مقرر کیا ہے[1] اور اس فطرتی خوشی کے اظہار کے لئے باقی اقوام نے بھی اپنی اپنی خوشی کے منانے کے لئے کوئی نہ کوئی دن مقرر کیا ہوا ہے لیکن ان کے دن ایک تو مشروع نہیں دوسرے ان میں ایسا اجتماع کا رنگ نہیں جیساکہ اسلام نے عید کے دن میں اجتماع کا رنگ رکھا ہے۔ اسی طرح اسلامی عید ان اقوام کی خوشیوں کے دنوں کی نسبت ایک اور خصوصیت اپنے اندر رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں خطبہ اور نماز کی زیادتی ہے۔ عید کی نماز کے بعد آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ [2] اور اس کی غرض یہ ہوتی تھی کہ جہاں لوگ عید کے دن کی خوشی منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں وہاں خدا کی باتیں سننے کے لئے بھی جمع ہوں۔ تو دوسری قوموں کی عیدیں صرف کھانے پینے کی اور لہو و لعب کی ہوتی ہیں لیکن ہماری عیدوں میں دوسرے دنوں سے بھی زیادہ ذکر الٰہی کا حصہ ہے یہ بات کسی اور مذہب کی عید میں نہیں پائی جاتی۔ ان عیدوں کی پہلے سے تیاری اور انتظار شروع ہو جاتی ہے۔ خاص کر ۲۹ تاریخ کا روزہ لوگوں میں بہت بے قراری پیدا کر دیتا ہے اور یہاں تک بے قراری ہوتی ہے کہ وہ ضعیف البصر لوگ جو کہ نزدیک کی چیز کو بھی اچھی طرح نہیں دیکھ سکتے ۲۹ تاریخ کو اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاند کو دیکھتے ہیں۔ ان کے اندر ایک ولولہ اور شوق پیدا ہو جاتا ہے کہ کسی طرح وہ ۲۹ تاریخ کو ہی چاند دیکھ لیں۔ پھر وہ لوگ جو عینکوں کے بغیر دیکھ نہیں سکتے وہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ۲۹ کا ہی چاند نظر آ جائے اور وہ عید منالیں۔ اسی طرح وہ بچے جن کی تمام خوشیاں عید منانے میں ہوتی ہیں وہ رمضان کی پہلی تاریخ سے ہی پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ اماں عید کب ہوگی اس کے لئے بے قراری ظاہر کرتے ہیں اور بڑی بے صبری سے ایک ایک روزے کو گذارتے ہیں۔ غرضیکہ عید کے لئے بچے بھی بے قراری سے انتظار کرتے ہیں اور بڑے بھی ۲۹

تاریخ کو بہت بے قرار ہوتے ہیں کہ کسی طرح عید ۲۹ روزوں کے بعد ہی ہو جائے لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ ۲۹ گذر جاتی ہے اور ۳۰ تاریخ آتی ہے اور ۳۰ تاریخ کے بعد ممکن نہیں کہ عید نہ ہو۔ لیکن باوجود اس کے کہ تیس روزوں کے بعد ہونی لازمی ہے خواہ چاند نظر آئے یا نہ آئے۔ پھر بھی لوگ شوق سے چھتوں پر چڑھ کر عید کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ وہ چاند کو اس لئے دیکھتے ہیں کہ پہلی رات کا چاند ہوتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کیوں نہیں وہ اور مہینوں میں پہلی تاریخ کے چاند کو دیکھتے حالانکہ اور مہینوں میں بھی تو چاند نکلتا ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو بچوں اور بوڑھوں کو عید کا چاند دیکھنے کا مشتاق بناتی ہے۔ میں کہتا ہوں وہ وہی عید کا شوق اور ولولہ ہے جو عید کی طرف آدمی کو کھینچتا ہے اور اسی طرح کھینچتا ہے جس طرح محبوب کو ملنے کا شوق استقبال کے لئے لے جاتا ہے اور انسان راستہ میں ملتا ہے۔ پس اس محبوب کے استقبال کی طرح لوگ پہلے ہی سے عید کے چاند کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے بے قرار ہوتے ہیں اور عید کے لئے استقبالی ولولہ اور جوش ان میں پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ عید کے منتظر اور اس کے لئے بے قرار ہوتے ہیں۔ یہ رمضان جو گذرا ہے اس میں ۳۰ روزے پورے ہو گئے اور ہمیں یقین تھا کہ کل ضرور عید ہوگی باوجود اس یقین کے پھر بڑوں اور چھوٹوں نے بڑے شوق سے کل چاند دیکھا اور وہ ولولہ اور جوش اور شوق جو استقبال محبوب کے لئے پیدا ہوتا ہے ان میں عید کے لئے پیدا ہوا۔ جب لوگ چھتوں پر چاند کو دیکھنے کے لئے چڑھے تو میں بھی چھت پر چڑھا اور دوربین سے میں نے چاند کو دیکھنا چاہا کیونکہ میری نظر کمزور ہے لیکن میں نہ دیکھ سکا اور بیٹھ گیا۔ اچانک میرے کان میں ایک بچہ کی جو میرا ہی بچہ ہے۔ آواز آئی جو یہ تھی۔ کہ "چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا۔ میں نے بھی چاند دیکھ لیا۔" اس آواز نے میرے اندر ایک لہر پیدا کر دی اور ایسی کیفیت میرے اندر پیدا ہو گئی جو اب تک ہے۔ اور اب بھی متواتر وہ مضمون میرے دماغ میں آتا ہے اور یہی آواز کان میں آتی ہے کہ "چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا۔ میں نے بھی چاند دیکھ لیا۔" کیسی خوشی ہوگی اس وقت اس بچہ کو جب اس نے عید کا چاند دیکھا اور پھر اس نے بچہ ہونے کی حیثیت میں چاند کو دیکھا اور اس وقت دیکھا جب کہ اس چاند کو کئی تیز نظر والے بڑے بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس بچہ کی آواز کے اندر دو جذبات تھے جو ظاہر ہوتے تھے۔ اس نے کہا۔ "میں نے بھی چاند دیکھ لیا۔" اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جیسے اور لوگوں نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے ویسے ہی اس نے بھی دیکھ لیا ہے اور دوسرے یہ کہ "میں نے بھی دیکھ

لیا۔" یعنی پہلی رات کا چاند میں نے بھی دیکھ لیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میری نظر کمزور تھی میں نے اس چاند کو دیکھ لیا جس کو تیز نظر والے بہت کم دیکھ سکتے۔ اس فقرہ نے میرے اندر ایک اور مضمون کی لہر پیدا کر دی اور میں نے کہا کہ کیسا شوق اس بچے کو اس بات کا ہے کہ کل عید ہوگی۔ پھر میں نے خیال کیا۔ جب رمضان کا چاند نکلا تھا اس وقت نہ چھتیں چاند دیکھنے والوں سے اس قدر بھری ہوئی تھیں نہ بچے اس قدر خوش تھے۔ اس وقت لوگوں میں ایسے جوش کی لہر نہ تھی بلکہ سنجیدگی تھی' عزم تھا اور ارادہ تھا کہ رمضان میں عبادت میں ترقی کریں گے' روزے رکھیں گے اور خدا کا قرب حاصل کریں گے۔ اور بیویاں یہ خیال کرتی تھیں کہ کل خاوندوں کے لئے سحری کا انتظام کرنا ہوگا اور بچے اس خیال میں تھے کہ رمضان کے گذرنے کے بعد عید آئے گی اور اس دلچسپیوں سے خالی مہینے کے بعد ایک دن ان کی دلچسپیوں کا آئے گا۔

جب میں ان خیالات تک پہنچا تو میری توجہ اس مضمون کی طرف ہوئی کہ عید کیا ہے اور کیوں ہے اور کس غرض کے لئے ہے۔ اس وقت مجھے القاء کے طور پر بتایا گیا کہ رمضان کا مہینہ نبیوں کا زمانہ ہے اور اس کے چاند کو وہی لوگ دیکھتے ہیں جو عقل و خرد رکھتے ہیں اور مصائب اور تکلیفوں کے زمانہ میں نبی کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن بچے والی عقل رکھنے والے لوگ اس چاند کی پروا نہیں کرتے اور اس لئے نہیں دیکھتے کہ ہم کو روزے رکھنے پڑیں گے یعنی نبیوں کے ساتھ ہو کر مشقت اٹھانی پڑے گی۔ ہاں عید جو نبی کی ترقی کا زمانہ ہوتی ہے اس کا انتظار کرتے ہیں اور اس کے چاند کو دیکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔

غرضیکہ رمضان نبیوں کا زمانہ ہوتا ہے اور اس کی پہلی رات کا چاند وہ لوگ جو عقلمند اور جن میں حق کے قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے دیکھتے ہیں۔ اس بچے کے کہنے کا یہی مطلب تھا کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا جس کو بہت کم لوگ بوجہ اس کے نہایت باریک ہونے کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح نبیوں کے ابتدائی ایام میں وہ جن میں عقل و خرد ہوتی ہے اور حق کے قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے وہی لوگ اس چاند کو دیکھتے ہیں اور اس وقت دیکھتے ہیں جب کہ مخالفت کا ایک سیلاب عظیم چل رہا ہوتا ہے اور ان کو ہر طرح سے دکھ دیا جاتا ہے' بھوکا رکھا جاتا ہے' فاقے پر فاقے اس کے صحابہ کو دیئے جاتے ہیں' ملازمتوں سے الگ کیا جاتا ہے' ان کی عورتوں اور بچوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں وہ دکھ سہتے ہیں لیکن شکایت نہیں کرتے اور صبر سے انتظار کرتے ہیں

یہاں تک کہ عید کا دن یعنی ترقی کا زمانہ آجاتا ہے اور وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اور نبیوں کے دکھ کے زمانہ میں اس کا ساتھ نہیں دیتے وہ بھی بچوں کی طرح آکر ان کی عید میں شامل ہو جاتے ہیں اور اپنا حق طلب کرتے ہیں۔

غرض جس طرح رمضان میں انسان فاقے رہتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح نبی کے متبع لوگوں کو شروع زمانے میں بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ اور جس طرح رمضان میں بیوی سے صحبت کرنا ترک کی جاتی ہے اور اس کو چھوڑا جاتا ہے بعینہٖ اسی طرح بیوی اور بچوں کو نبی کے متبع لوگوں سے نبی کے شروع کے زمانہ میں چھڑایا جاتا ہے اور ایک نبی کو ماننے والا نبی کی خاطر اپنے سب عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو چھوڑ کر نبی کے ساتھ ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے **لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔** [۵] ظالم لوگوں کی صحبت میں نہ رہو۔ اور بعض دفعہ زبردستی ان سے جدا کیا جاتا ہے اور دوسرے رشتہ دار اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس پر جبر کرتے ہیں اور اس کو نکال دیتے ہیں۔ پھر جس طرح رمضان میں لوگ صدقے دیتے [۶] ہیں اسی طرح نبی کے متبع لوگوں کو چندے دینے اور پھر ان کو رمضان میں عبادتیں کرنی پڑتی ہیں۔ [۷] بعینہٖ اسی طرح جس طرح نبی کے متبع لوگ اس کی بعثت کے شروع زمانے میں ترقی کے لئے عبادتیں کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ ان کی زیادتی ہو۔ پس انبیاء کے ماننے والے مال کی بھی قربانی کرتے ہیں، عبادتیں بھی کرتے ہیں اور ان کے ماننے کی وجہ سے رشتہ داروں کو بھی چھوڑتے ہیں وہ ان کی پروا نہیں کرتے اور یہ وہی تیز نظر والے لوگ ہوتے ہیں جو ۲۹ تاریخ کے چاند کو دیکھتے ہیں اور ان مصائب کو قبول کرتے ہیں جو ان کو انبیاء کے ماننے سے اٹھانے پڑتے ہیں اور تکالیف پر صبر کرتے ہیں مگر نبیوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ لیکن وہ نادان جو بچے کی طرح ہیں عید کا انتظار کرتے ہیں اور نبیوں کے ساتھ مصائب اٹھانے میں شریک نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیوں ان کے ساتھ ظاہری شان و شوکت نہیں۔ کیوں نہیں ان کی صداقت کی تمام دنیا فوراً قائل ہو جاتی ہے اور ان کے جھنڈے کے نیچے آجاتی ہے۔ پس وہ ایسی باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں تک کہ چاند چڑھتا ہے اور زمانہ ترقی کرتا ہے تب اقرار کرتے ہیں کہ یہ سچا نبی تھا۔

نبی اپنی زندگی میں ایک بیج بو جاتا ہے جو آہستہ آہستہ نشوونما پاتا ہے [۸] اور یہ بیج لیلۃ القدر [۹] میں بویا جاتا ہے۔ اور جو جو کمالات اس کی قوم نے حاصل کرنے ہوتے ہیں ان کا

فیصلہ اسی لیلۃ القدر میں ہوتا ہے جس میں وہ نبی بیج بو کر جاتا ہے اور اسی میں وہ فوت ہو جاتا ہے۔ پھر ایک وقفہ پڑ جاتا ہے جس طرح لیلۃ القدر اور عید کے چاند میں ہوتا ہے۔ اس وقفہ میں فوراً ترقی نہیں ہو جاتی بلکہ نبی کی قوم کو اس وقت جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور اسی طرح مصائب کو برداشت کرنا پڑتا ہے جس طرح وہ نبی کے شروع کے زمانے میں برداشت کرتے تھے۔ ان مصائب کو برداشت کرنے کے بعد عید کا چاند طلوع ہوتا ہے یعنی ان کی ترقیات کا زمانہ آتا ہے مگر اس ترقیات کے زمانہ کی ان لوگوں کو خوشی نہیں ہوتی جنہوں نے رمضان کی لذت اور سرور کو حاصل کیا ہوتا ہے یعنی ان مصائب کو برداشت کیا ہوتا ہے جو نبی کے شروع زمانہ میں ان کو اٹھانے پڑتے ہیں ان کے لئے عید کوئی خوشی لانے والی نہیں ہوتی کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ رمضان ہی رہے۔ وہ مصائب کا زمانہ ان کے لئے خوش کن نظر آتا ہے اس عید کی نسبت جو اپنے اندر ظاہری خوشی رکھتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ سورۃ النصر جب نازل ہوئی تو تمام صحابہؓ خوش ہو گئے کہ فتوحات کا زمانہ آگیا لیکن حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ تب صحابہؓ نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم روتے ہو حالانکہ فتوحات کے زمانے کے آنے کی خوشی کرنی چاہئے۔ تب آپ نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اب فوت ہو جائیں گے۔ [۱] پس جس طرح اس ترقی کے زمانہ کی خوشخبری کو سن کر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے تھے میں کہتا ہوں کہ میرے لئے بھی وہ ترقی کا زمانہ کوئی خوشی کا زمانہ نہ ہو گا۔ اوروں کے لئے وہ خوشی کا زمانہ ہو گا لیکن میں یہی چاہوں گا کہ میرے لئے رمضان ہی ہو اور مجھے ان مصائب میں جو نبی کے وقت اٹھانی پڑیں زیادہ مزا آئے گا بہ نسبت اس عید کے جس میں تمہیں خوشی ہو گی۔

پھر میں کہتا ہوں وہ لیلۃ القدر وہ ہے کہ جس میں تمام معاملات شرعیہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ [۱] اور جب مِنْ كُلِّ اَمْرٍ کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو نبی کی وفات کا زمانہ آجاتا ہے اور اس کی وفات ہوتی ہے۔ پھر ایک وقفہ پڑ جاتا ہے جس میں اس قوم کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور اس کے بعد عید کا چاند نکلتا ہے اور ترقی کا زمانہ آتا ہے اور ترقی ہوتی ہے۔ اس وقت وہ لوگ جو مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ [۲] کہتے تھے۔ پکار اٹھتے ہیں کہ یہ نبی سچا تھا اور بچوں کی طرح اس عید میں آکر شامل ہو جاتے ہیں لیکن مصائب کے زمانہ میں وہی لوگ نبی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں جو بالغ اور عاقل اور صاحب فراست ہوتے ہیں۔ بچوں کی سی عقل رکھنے والے رمضان کا چاند نہیں دیکھتے اور جس طرح بچے روزے نہیں رکھتے لیکن عید میں شامل ہو جاتے ہیں اسی طرح کم عقل

لوگ بھی نبی کے ساتھ اس کی ترقی کے زمانے میں آکر مل جاتے ہیں اور بچوں کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ خوشی منانا فضول ہوتا ہے کیونکہ وہ جدوجہد اور لذت و سرور جو بھوکا رہنے میں حاصل ہوتی ہے انہوں نے حاصل نہیں کی ہوتی اور یونہی عید میں آکر شامل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر عید نہ آتی تو نبی کے سچے متبع لوگ یہی چاہتے کہ ہمیشہ رمضان رہے اور ہمیشہ ہی روزے رکھتے رہیں لیکن خدا کہتا ہے کہ عید آئے گی اور میں عید کو لاؤں گا اور جو روزہ رکھے گا وہ ضرور عید کرے گا۔ پس عید نبیوں کے ظاہری فتوحات اور ان کی ترقیوں کا زمانہ ہے۔ لیکن اس وقت نبی کا وجود ان میں نہیں ہوتا۔ اس وقت مخلص لوگ اور سچے متبع اس کا زمانہ یاد کرکے آنسو بہاتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیَّ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ كُنْتُ اُحَاذِرُ [۱۳]

یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ تو میری آنکھ کی پتلی تھا تو مرگیا تو میری آنکھ اندھی ہو گئی۔ اب مجھے کسی کے مرنے کی پروا نہیں۔ میں تو تیرے مرنے سے ہی ڈرتا تھا۔ میں تو تجھے ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ یعنی میری آنکھیں رمضان کا چاند ہی دیکھنے کی مشتاق تھیں اور وہ تو تھا۔ اب میری آنکھیں عید کے چاند کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔ اسی طرح روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب کوئی اچھی چیز لائی جاتی۔ تو انہیں افسوس ہوتا۔ چنانچہ ایک دفعہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی لائی گئی۔ آپ جب اسے کھانے بیٹھیں تو آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ روتی کیوں ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے وقت ہمارے پاس چکی نہ ہوتی تھی ہم آٹا پیسنے کی بجائے دانوں کو کوٹ کر روٹی پکاتے تھے۔ لیکن اس میں جو مزا تھا اس چھنے ہوئے آٹے کی روٹی میں نہیں۔ [۱۴] پس مومن تو عید کرتا ہے مگر محض اس لئے کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی لیکن حقیقی لذت اور سرور اس کو رمضان میں ہی حاصل ہوتا ہے۔

اس زمانہ میں بھی رمضان کا چاند نکلا۔ [۱۵] اس وقت بہت کم لوگوں نے دیکھا حتیٰ کہ وہ

بڑھتا ہوا چودھویں کا چاند ہو گیا۔ اس وقت بہت لوگوں نے دیکھا لیکن اس وقت بھی بہت تھے جنہوں نے نہ دیکھا یا نہ دیکھنا چاہا اور اپنی آنکھوں کو نیچا کر لیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر نہ دیکھیں گے تو ہم پر الزام نہ آئے گا اور اس طرح ہم رمضان کے مہینے کے روزوں یعنی تکلیف کے دنوں سے بچ جائیں گے۔ بہت ایسے لوگ ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ احمدیت کی تحقیق کرو تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم غور کریں گے اور تحقیق کریں گے تو ہم کو احمدی ہونا پڑے گا اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی اور نہ ماننے سے الزام آجائے گا اس لئے وہ اپنی آنکھ اٹھا کر رمضان کے چاند کو ہی نہیں دیکھتے تا روزوں سے بچ جائیں اور روزے نہ رکھنے پڑیں۔ یہ وہ حیلہ تراشتے ہیں مگر ان کا یہ حیلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے تھے کہ بہادر شاہ رمضان کا چاند نکلنے پر سفر کے بہانے دہلی سے چل پڑتے کچھ دن قطب صاحب کے پاس کاٹ کر ۲۹ تاریخ کو گھر واپس آجاتے۔ لوگ کہتے یہ رمضان کا مہینہ تھا تو وہ تعجب سے کہتے پہلے کیوں نہیں بتایا ہم نہ جاتے۔ [۱۶] اسی قسم کے بہت سے لوگ ہیں جو جان بوجھ کر حق کو نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ چاند چڑھا یعنی مسیح موعود آیا اور بہت سے لوگوں نے دیکھا اور بہت نے نہ دیکھا اور الزام سے بچنے کے لئے آنکھیں نیچی کر لیں اور چاند کو نہ دیکھنا چاہا یہاں تک کہ وہ چاند چودھویں کا چاند ہو گیا۔ تب بہتوں نے دیکھا پھر لیلۃ القدر کا زمانہ آیا اور تمام معاملات کا اس میں فیصلہ کیا گیا۔ پھر آپ وفات پا گئے اور وہ دن آگیا جو ۲۹ کا دن ہے جس میں عید کی شدید انتظار ہوتی ہے۔ اس وقت تک بچپن کا زمانہ رکھنے والے یہی کہتے رہے کہ اماں اماں چاند کہاں ہے اور عید کب ہو گی۔ اور جب عید آئے گی تو بچوں کا سا مزاج رکھنے والے کہیں گے چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا۔ ہم نے بھی چاند دیکھ لیا۔ لیکن رمضان کی خوشی اور سرور ان لوگوں کو کہاں ملتا ہے جو صرف عید کے منتظر ہوتے ہیں۔

میں تو یہ کہتا ہوں جنہوں نے پہلی رات کا چاند نہ دیکھا اور دوسری رات کا چاند دیکھا ان کے لئے اتنی خوشی نہیں جتنی کہ پہلی رات کا چاند دیکھنے والوں میں ہوتی ہے کیونکہ نظر کی تیزی پہلی رات کا چاند دیکھنے والے کی ہی تسلیم کی جاتی ہے۔ جو فخر کا حق اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ [۱۷] کو حاصل ہوتا ہے کسی اور کو نہیں ہوتا کیونکہ پہلی رات کا چاند دیکھا ہوتا ہے اور نبی کے زمانے کے رمضان میں انہوں نے بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھائی ہوتی ہے۔ پس تم ان کی قدر کرو جنہوں نے اس زمانہ میں پہلی رات کا چاند دیکھا۔ ایک بچے کی طرح عید کی انتظار ہی نہ کی بلکہ

انہوں نے رمضان کا چاند دیکھا اور اس نبی کو مان کر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں اور اپنے اموال کو دین کے لئے خرچ کیا حتیٰ کہ بیوی بچے ان سے چھڑائے گئے اور انہوں نے دین کی خاطر چھوڑ دیئے اور بھوکے رہے مگر بھوک کی پرواہ نہ کی۔ پھر جنہوں نے رمضان کے کچھ دن پائے وہ بھی قابل قدر اور خدا کے نزدیک مقبول ہیں۔ ہاں جب عید کا چاند نکل آئے گا اس وقت ہمارے ساتھ جو لوگ شامل ہوں گے جو بچہ کی حالت میں ہوں گے وہ ہمارے ساتھ کوششوں اور کاوشوں میں شامل نہ ہوں گے بلکہ عید کے دن آئیں گے اور بچوں کی طرح ان کی عید کپڑے پہننے اور کھانا کھانے کی عید ہوگی۔ وہ اس وقت ہماری عید کے کھانے میں سے حصہ مانگیں گے لیکن ان پر ان لوگوں کا حق مقدم ہے جنہوں نے رمضان کا چاند دیکھا اور اس کی تکلیفوں کو برداشت کیا اس میں بھوکے رہے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے دوسری رات کا چاند دیکھا۔ یا اس کے بعد کی تاریخوں میں یا لیلۃ القدر کے بعد کے زمانہ میں آئے اور انہوں نے اس وقفہ میں جو لیلہ القدر سے لیکر عید تک کا ہوتا ہے شامل ہو کر تکلیفوں اور مصیبتوں کو اٹھایا ہے وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے پہلی رات کا چاند دیکھا کیونکہ جو شخص نماز کے رکوع میں شامل ہو جاتا ہے وہ اسی شخص کی طرح ہے جس نے قیام کو پایا [۱۸] کیونکہ ابھی عید کا چاند نہیں چڑھا۔ اس لئے تم لوگ جنہوں نے یہ زمانہ پایا ہے ہوشیار ہو جاؤ اپنی اصلاح کرو اور دوسروں کے مصلح بنو۔ اس زمانہ سے جو لوگ فائدہ اٹھائیں گے وہی کامیاب اور کامران ہونگے اور وہ اس کی نسبت جو عید کے دن آکر ہم سے ملیں گے بہت اعلیٰ درجہ رکھیں گے۔

پس جو تمہیں وقفہ ملا ہے اس کی قدر کرو اور اس میں قربانیاں کرو کیونکہ روحانی رمضان کے مہینے کا یہی حق ہے کہ اس میں قربانیاں کی جائیں۔ اس میں بھوکے رہو اور اپنا مال قربان کرو یہاں تک کہ عید آجائے اور بچوں کی سی حالت رکھنے والے وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں جنہوں نے روحانی رمضان میں نبی کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی کسی قسم کی قربانی کی۔ ایسے لوگوں کو ہی مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جُدا ہوتا ہے [۱۹]

دیکھو ۴۰ کروڑ مسلمان ہیں لیکن وہ چاند جو تاریکی کو جہان سے دور کرنے کے لئے چڑھا اس کو انہوں نے نہ دیکھنا چاہا بلکہ الٹا اس پر خاک ڈالنے کی کوشش کرنے لگے۔ انہوں نے اس

کو دجال کہا، فریبی کہا، کفر کے فتوے لگائے [۲۰] اور اس نے اسلام کے لئے جو قربانیاں کیں ان کو اس کے اپنے فائدے کے لئے بتایا۔ اس پر اعتراض ہی کرتے رہے اور اس کے رمضان سے حصہ نہ لیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کہلاتے تھے لیکن انہوں نے تکلیف میں محمد ﷺ کا ساتھ نہ دیا اور اس تاریکی کے موقع میں آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود سچا نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی پیشگوئی پوری ہوئی ہے لیکن اس لئے نہیں کہ واقعہ ایسا ہی ہے بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم کو اس کے ماننے سے تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور یہ اسی طرح تکذیب کرتے چلے جائیں گے اور یہی کہتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت کا دن آجائے گا تب یہ لوگ کہیں گے اگر ہم کو پتہ ہوتا کہ دین تباہ ہونے والا ہے تو ہم اس کے ساتھ مل جاتے اور اس کی تکذیب نہ کرتے۔ تو یہ لوگ ابھی اس لئے نہیں شامل ہوتے کہ ہم کو قربانی کرنی پڑے گی اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں گی لیکن عید کے دن یہ ہماری دعوتوں میں شامل ہوں گے اور حصہ مانگیں گے۔ تم کو جو یہ رمضان کا زمانہ ملا ہے تم اس کی قدر کرو اور اس کا حق ادا کرو۔ جو دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتا ہے۔ پس قربانی کرو، ایثار کرو اور اپنی اصلاح کرو تا کہ حقیقی عید منا سکو۔ اس وقت اگرچہ رمضان کا زمانہ نہیں رہے گا جو بہت ہی مبارک زمانہ ہے اور اس کو افسوس کے ساتھ لوگ یاد کریں گے لیکن جب عید آئے گی وہ وقت بھی ہمارے لئے خوشی کا وقت ہوگا اس لئے نہیں کہ ہمیں ہر قسم کی ظاہری ترقی حاصل ہو جائے گی بلکہ اس لئے کہ اس طرح بھی خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوگی جو اس نے اپنے نبی کے متبعین کے غالب ہونے کے لئے اس وقت کی تھی جب کہ وہ ہر ظاہری رنگ میں مغلوب تھے۔ [۲۱] تو خوش ہو کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا نے کی تھی۔

مومن کی عید یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر خوش ہوتا ہے اور یہی فرق مومن اور کافر کی عید میں ہے۔ مومن خدا کے نشانات دیکھ کر اور اس کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے لیکن کافر ظاہری خوشی کو دیکھتا ہے اور ظاہری عید مناتا ہے اور تکلیف میں نبی کا ساتھ نہیں دیتا۔ نظام الدین اولیاء کے متعلق لکھا ہے۔ ایک کوچہ میں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گذر رہے تھے کہ انہوں نے ایک خوبصورت بچہ کو گلی میں کھڑا دیکھا اور اس کو بوسہ دیا۔ باقی مریدوں نے جو یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے پیر کی اقتداء کرتے ہوئے بوسہ دیا لیکن وہ مرید جو بہت مقرب سمجھا جاتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کا خلیفہ

ہوا اس نے اس بچہ کو بوسہ نہ دیا۔ اس پر دوسروں نے اسے ملامت کی۔ آگے پیر صاحب نے ایک بھڑ بھونجے کو دیکھا جو بھٹی میں آگ جلا رہا تھا پیر صاحب نے آگے بڑھ کر آگ کو بوسہ دیا اور سب پیچھے کھڑے رہے لیکن وہ جس نے بچہ کو بوسہ نہ دیا تھا آگے بڑھا اور آگ کو بوسہ دیا۔ اس وقت اس نے دوسروں کو کہا کہ پیر صاحب کو تو بچہ میں خدا کا جلوہ نظر آیا تھا اس لئے انہوں نے بوسہ دیا مگر تم نے اس کی شکل خوبصورت دیکھ کر بوسہ دیا کیونکہ جب وہی جلوہ پیر صاحب کو آگ میں نظر آیا تو تم پیچھے ہٹ گئے میں نے وہ جلوہ آگ میں دیکھا اس لئے میں نے اس کو بوسہ دینے میں اقتداء کی۔ ۲۲۔ تو سچے متبع ہر وقت نبی کے ساتھ رہتے ہیں لیکن جھوٹے آرام میں شامل ہوتے ہیں اور اس وقت نبی کا ساتھ دیتے ہیں جب کہ دکھ دور ہو جاتے ہیں اور دنیاوی آرام و آسائش کے دن آجاتے ہیں۔ تم مومن بنو اور اس رمضان کے چاند کا حق ادا کرو۔ اور مہینوں کے بھی حق ہوتے ہیں لیکن رمضان کے مہینہ کا حق یہ ہے کہ انسان بڑھ کر مالی اور جانی قربانی کرے۔ پس تم ہر ایک قسم کی قربانیاں کرو کیونکہ تمہاری قربانیاں عید لائیں گی۔ اس وقت اور لوگ خوش ہوں گے کہ عید آئی اور وہ فائدہ حاصل کرنا چاہیں گے حالانکہ تمہاری قربانیاں عید لانے والی ہوں گی۔ تم شیر بنو جو خود شکار کو مارتا ہے اور کھاتا ہے وہ گیدڑ ہوں گے جو تمہارے بچے ہوئے گوشت سے کھائیں گے اور بعد میں تمہارے ساتھ شامل ہوں گے۔ تمہاری عید صرف خوشی کے لئے نہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی اور تم نے مومن بن کر رمضان میں نبی کے شروع زمانہ میں عُسرت کے وقت اس کا ساتھ دیا اور اس تکلیف کے زمانہ میں خوشی ظاہر کی جس وقت چاروں طرف غم چھایا ہوا تھا۔ پس سچے متبع اور مومن وہی ہیں جو عُسر اور یُسر میں نبی کا ساتھ دیتے ہیں اور عُسر میں بھی خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے چھوٹے بھائی مبارک احمد کی حالت جب بیماری میں نازک ہو گئی تو حضرت خلیفہ اول جو نبض دیکھ رہے تھے ہاتھ آگے آگے بڑھاتے گئے یہاں تک کہ بغل تک ہاتھ لے گئے ادھر حضرت صاحب کو کہہ رہے تھے کہ حضور کستوری لائیں حضور کستوری لائیں لیکن جب نبض بالکل بند ہو گئی تو آپ صدمہ سے کھڑے نہ رہ سکے اور وہیں بیٹھ گئے۔ لیکن حضرت صاحب نے جب دیکھا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے تو باوجود اتنی سخت محبت کے جو آپ کو اس کے ساتھ تھی آپ نے اس کی وفات پر بالکل کسی قسم کی گھبراہٹ ظاہر نہ کی اور لوگ آپ کی محبت کی وجہ سے جو آپ کو مبارک احمد کے ساتھ تھی خیال کرتے تھے کہ نہ

معلوم حضرت صاحب کی کیا حالت ہو گی لیکن آپ بجائے رنج کرنے کے خوش نظر آتے تھے اور فرماتے تھے خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ [۲۳] اور آپ نے کس خوشی میں کہا۔

جا مبارک تجھے فردوس مبارک ہووے [۲۴]۔

اور اپنے دوستوں کو تسلی کے خطوط لکھے کہ فکر نہ کریں۔ [۲۵] پس سچے مومن اور متبع مصیبتوں کے وقت بھی خوش ہوتے ہیں۔ احد میں مسلمانوں پر مصیبت آئی۔ لیکن انہیں اس بات کی خوشی ہوئی کہ خدا نے اس کی پہلے ہی خبر دے دی تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ [۲۶] ان کو ترقیات کی خوشی نہ ہوتی تھی بلکہ خدا کی بات کے پورا ہونے کی خوشی ہوتی تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ رنج اور مصیبت کے وقت بھی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ پس عید ہمارے لئے آئے گی، ترقیات ہوں گی، حکومتیں ملیں گی لیکن وہ ترقی اور وہ کھانے اور وہ عیش ہمارے لئے دعوت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھانے کی طرح تلخ ہوں گے تاہم ہمیں عید کی خوشی ہو گی اور اس لئے ہو گی کہ تاریکی کے زمانے کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔ یہ عید ہماری ہو گی۔ پس عید نبیوں کی ترقی کا زمانہ ہے اور رمضان نبیوں کے شروع کا زمانہ ہے۔ تم رمضان کے مہینے میں نبیوں کے ساتھ مل کر قربانیاں کرو اور عید کے دن اس لئے خوش ہو کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس وقت اندھے بھی چلّا اُٹھیں گے کہ ہم نے عید کا چاند دیکھ لیا۔ پس تم اس رمضان میں سے بھی گذرے جو ہر سال آتا ہے اور جس میں تم کو بھوکا اور پیاسا رہنا پڑا، میاں بیوی کے تعلقات منقطع کرنے پڑے، ترقیات کے لئے عبادتیں اور دعائیں کرنی پڑیں۔

یہ رمضان تم کو سبق دیتا ہے کہ نبی کے رمضان میں اگر تم کو بھوکا رہنا پڑے، تکلیفیں اٹھانی پڑیں تو تم شکایت نہ کرو کیونکہ جس طرح یہ رمضان گذرتا جاتا ہے اور تم اس کے معین دن جانتے ہو اور گھبراتے نہیں ہو اسی طرح وہ نبیوں کے زمانے کا رمضان بھی گذر جاتا ہے اور عید آ جاتی ہے۔ پس جس طرح تم اس رمضان کی شکایت نہیں کرتے کہ یہ رمضان ختم بھی نہیں ہوتا تو نبیوں کے رمضان کی کیوں شکایت کرتے ہو۔ اور اگر تم اس رمضان کی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے رمضان کو جان لیتے تو خوش ہوتے کہ یہ مہینہ دین کے لئے تکلیفوں کے برداشت کرنے کا ہے اور تم خوش ہوتے کہ مصیبت کے وقت تم کو خدمتِ دین کا موقع ملا ہے۔ چاہئے کہ تم ان دنوں کی قدر کرو اور عید کے دن کے آنے سے پہلے خدا سے صلح کرو ورنہ تمہاری عید بچوں کی سی ہو گی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک کا حصہ عید

لانے میں ہو اور خوش ہو کہ پیشگوئی کے پورا کرنے میں ہمارا اسی طرح حصہ ہو جس طرح ماں اور باپ کا حصہ بچہ میں ہوتا ہے اور جس طرح ماں بچہ کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے اسی طرح عید کو دیکھ کر ہم خوش ہوں کہ ہمارا حصہ بھی عید لانے میں ہے۔ فتوحات ہماری مقصود نہ ہوں اور نہ ہی کسی ترقی کی ہم کو خوشی ہو بلکہ خوشی ہو تو اس بات کی کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ پیشگوئی پوری ہوگی اور ضرور ہوگی لیکن ڈر یہی ہے کہ اس وقت روحانیت ایسی نہ ہوگی جیسی نبی کے زمانہ کے قرب میں ہوتی ہے اس لئے میں دعا کرتا ہوں اور ہم اس عید یعنی ترقی کے زمانے میں تکبر میں، غرور میں، عیاشی میں، دوسروں کے حق مارنے میں مبتلاء نہ ہوں بلکہ آگے سے بھی اعلیٰ اخلاق دکھائیں اور خدا کے کامل فرمانبردار ہوں تاکہ وہ عید کا دن بھی ہمارے لئے رمضان کے مہینے کی طرح بابرکت ہو۔ آمین

(الفضل مؤرخہ ۳۔جون ۱۹۲۴ء)

۱؎ صحیح بخاری کتاب العیدین باب سنة العیدین لاھل الاسلام

۲؎ صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخطبة بعد العید

۳؎ صحیح بخاری کتاب الصوم باب رؤیة الھلال

۴؎ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۵۵

۵؎ ھود: ۱۱۴

۶؎ بخاری کتاب الصوم باب اجود ماکان النبی صلی الله علیه وسلم یکون فی رمضان

۷؎ بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان

۸؎ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵

۹؎ القدر: ۲ تا ۶

۱۰؎ بخاری کتاب المناقب باب سدوا الباب الا باب ابی بکر

۱۱؎ القدر: ۲ ۱۲؎ البقرۃ: ۲۱۵

۱۳؎ یہ حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار ہیں جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) کی وفات پر کہے۔ (السیرۃ الحلبیة الجزء الثالث صفحہ ۳۹۷ حاشیہ مطبع محمد علی صبیح میدان الازہر مصر ۱۹۳۵ء)

۱۴۔ ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی معیشه النبی صلی الله علیه وسلم و طبقات ابن سعد (اردو) جلد ۳ صفحہ ۱۸۸۔ شمائل ترمذی صفحہ ۱۰

۱۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۶۔ بہادر شاہ ظفر ۱۷۷۵ء۔ ۱۸۶۲ء۔ حکومت ۱۸۳۷ء۔ علیحدگی از حکومت و اسیری ۱۸۵۷ء

۱۷۔ التوبة:۱۰۰

۱۸۔ موطا امام مالک باب وقوت الصلوٰۃ من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ۔ نیل الاوطار از علامہ شوکانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹

۱۹۔ اشتہار معیار الاخیار والاسرار ۱۷۔ مارچ ۱۸۹۴ء و مندرجہ تبلیغِ رسالت جلد سوم صفحہ ۸۰ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۰ء قادیان

۲۰۔ روحانی خزائن (آئینہ کمالات اسلام) جلد ۵ صفحہ ۲۲۵

۲۱۔ روحانی خزائن (تذکرۃ الشہادتین) جلد ۲۰ صفحہ ۶۷

۲۲۔ نظام الدین اولیاء ۶۳۴ھ۔ ۷۲۵ھ۔

۲۳۔ تذکرہ صفحہ ۳۴۱ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ

۲۴۔ یہ مصرع "جا مبارک تجھے فردوس مبارک ہووے" صاحبزادہ حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کے لوحِ مزار پر کندہ ہے۔ یہ علم نہیں ہو سکا کہ یہ مصرع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہے یا کسی دوسرے صاحب کا۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے اس ضمن میں خاکسار کے استفسار پر تحریر فرمایا۔ یہ مصرع "جا مبارک تجھے فردوس مبارک ہووے" اس زمانہ میں عرصہ تک میری زبان پر جاری رہا اور اب بھی کبھی کبھی یاد آتا ہے لیکن حالانکہ وہ سال آخری دو سال میرے اکثر جو وقت ملتا اور خصوصاً سب ہوتے تھے تو حضرت مسیح موعود کے پاس گذرے کیونکہ پیر صاحب کے پاس پڑھنا بوجہ بیماری ممانی جان کی والدہ کے رک گیا تھا مجھے بہت یاد ہے۔ لیکن نہ جب خیال تھا نہ اب یاد ہے کہ یہ مصرع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ میں نے بعد میں سنا جس وقت میں سامنے نہ ہونگی مگر پھر کسی نے میرے سامنے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب نہ کیا ہو۔ بہرحال

میں نے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصرع کبھی نہیں سمجھا تھا بلکہ یہ اثر تھا کہ یہ شاید قاضی اکمل صاحب مرحوم یا ثاقب صاحب وغیرہ کسی کا ہوگا۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا ہے تو ممکن ہے ان کو صحیح یاد ہو مگر حیرت ہے مجھے اپنے پر کہ اکثر کوئی مصرع کوئی شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یا کسی کا شعر پڑھا تو وہ یاد رہ گیا یہ خصوصیت سے کیوں میں کسی اور کا ہی سمجھتی رہی۔ خصوصاً جس کو اکثر دہراتی تھی نہ کبھی حضرت اماں جان سے سنا۔" (مکتوب بنام مرتّب محررہ ۱۷۔ اگست ۱۹۶۸ء)

۲۵؎ بدر ۱۹۔ ستمبر ۱۹۰۷ء و تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۵۰۲

۲۶؎ اٰل عمران: ۱۲۲۔۱۲۸ صحیح بخاری کتاب المغازی **باب من قتل من المسلمین یوم احد**